۳۹۴

خاندانی منصوبہ بندی
شرعی نقطہ نظر سے

ابو شہاب رفیع اللہ

زمانہ جدید کے اکثر مسائل ایسے ہیں جن کے متعلق عام طور پر یہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہ اسی زمانہ کی پیداوار ہیں - اور آج سے پہلے ان کا کوئی وجود نہ تھا۔ انھی میں سے ایک مسئلہ خاندانی منصوبہ بندی کا ہے۔ یہ مسئلہ کم و بیش ہر زمانے میں موجود رہا ہے - فرق صرف اتنا ہے کہ کسی زمانے میں اس کا کوئی ایک پہلو اجاگر ہوا اور کسی زمانے میں کوئی دوسرا - ہمارے زمانے میں خاندانی منصوبہ بندی چونکہ معاشی نقطہ نظر سے اجاگر ہوئی ہے - اس لئے بعض لوگ اسے بھی ایک جدید مسئلہ سمجھنے لگ گئے ہیں - حالاں کہ خود اسلامی تاریخ کے زمانہ تشریع میں اس مسئلہ کا وجود ملتا ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ اس وقت اس کی شرعی حیثیت متعین ہوئی -

اس مسئلہ کو جدید قرار دے کر اس کی شرعی حیثیت کے متعلق یہ تاثر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ سلف صالحین سے اس سلسلے میں کچھ بھی منقول نہیں - اس کے بعد اپنی من مانی تاویلات کے ذریعے اسے حرام قرار دیا جا رہا ہے۔ حالانکہ سلف صالحین نے قرآن و سنت کی روشنی میں اس کے متعلق اتنا کچھ فرما دیا ہے کہ اس پر مزید کسی اضافہ کی کوئی گنجائش ہی نہیں چھوڑی اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ ان معدودے چند مسائل میں سے ایک ہے جس پر ہمارے مذاہب اربعہ کے ائمہ مجتہدین کا مکمل اتفاق ہے -

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں -

اما العزل فقد حرمه طائفة لكن الائمه الاربعة على جوازه باذن المرأة - (۱)

کچھ اہل علم نے عزل کے جواز کو تسلیم نہیں کیا لیکن مذاہب اربعہ (مالکیہ ' شافعیہ ' حنفیہ ' حنبلیہ) کے ائمہ کے نزدیک یہ بیوی کی اجازت سے جائز ہے -

اہل علم پر یہ حقیقت مخفی نہیں کہ دوسری اور تیسری صدی ہجری میں فقہ کی تدوین کے بعد امت کی اکثریت کے نزدیک قرآن و سنت کی صرف وہی فقہی تعبیر و تفسیر معتبر سمجھی جانے لگی جو ائمہ مجتہدین سے منقول ہو - یہ نظریہ ابھی تک قائم ہے - بلکہ یہ پہلے سے بھی زیادہ شدت اختیار کر چکا ہے - ان کا اندازہ آپ کو مولانا محمد شفیع صاحب کے ان الفاظ سے ہوگا :-

" ہر کسی لکھے پڑھے آدمی سے مخفی نہیں کہ پوری دنیائے اسلام بجز عدد قلیل کے انہیں ائمہ مجتہدین کو قرآنی قانون کی تعبیر میں حجت (اتھارٹی) تسلیم کرتی ہے - قرآن و سنت کے قانون کی کوئی تعبیر ان کے خلاف قابل اعتماد نہیں سمجھتی اور پاکستانی عوام کی اٹھانوے فیصد اکثریت حنفی المذہب ہے - اگر دوسرے اماموں کی فقہ میں گنجائش بھی ہوتی ' جب بھی ملک کی اتنی بڑی اکثریت کے مذہبی مسلک کے خلاف کوئی قانون بنانا صحیح نہ ہوتا " - (۲)

اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارا کام بھی آسان ہو جاتا ہے چنانچہ اس ضمن میں صرف اس قرآنی استدلال کو پیش کر دینا کافی ہے جو ائمہ مجتہدین سے منقول ہو - فقہاء کرام کسی چیز کی حرمت و حلت کا فیصلہ کرتے

(۱) مختصر الفتاوی المصریہ صفحہ ۴۳۱ مطبعہ السنتہ المحمدیہ مصر سنہ ۱۹۴۹ء

(۲) عائلی قوانین پر مختصر تبصرہ - مولانا مفتی محمد شفیع صاحب صفحہ ۴۲

وقت صرف احادیث ہی کو سامنے نہ رکھتے تھے بلکہ وہ اس سلسلے میں قرآنی حجت تلاش کرتے تھے - یہی حال ہمارے اس خاص مسئلہ کا ہے - ہمارے ملک میں چونکہ عوام کی اکثریت حنفی المذہب ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے - کہ سب سے پہلے اس استدلال کو پیش کیا جائے جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن حکیم سے فرمایا ہے -

آیت ''نساءکم حرثالکم''

حنفی فقہ کے مطابق قرآن مجید کے مفسر علامہ ابوبکر جصاص نے قرآنی آیت نساؤکم حرث لکم (البقرہ) - تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں کی تفسیر ان الفاظ میں نقل کی ہے :-

وقد روی عن ابن عمر فی قوله (نساؤكم حرث لكم) قال كيف شئت ان شئت عزلاً أو غير عزل رواه أبوحنيفة عن كثير الرياح الاصم عن ابن عمر و روي نحوه عن ابن عباس و هذا عندنا فی ملك اليمين و في الحرة اذا اذنت فيه وقد روي ذلك علی ما ذكرنا من مذهب اصحابنا عن أبی بكر رض وعمر رض و عثمان رض وابن مسعود رض وابن عباس و آخرين غيرهم (۳) -

(نساؤکم حرث لکم (تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں) کی تفسیر میں حضرت ابن عمر رض سے مروی ہے کہ چاہے عزل کرو یا نہ کرو - امام ابو حنیفہ نے کثیر الریاح سے اور انہوں نے ابن عمر رض سے روایت کیا - اور حضرت عباس رض سے بھی ایسی ہی روایت منقول ہے - ہمارے نزدیک

(۳) احکام القرآن - ابو بکر جصاص الحنفی مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۴۱۶ - ۴۱۷

(مراد حنفیہ) یہ اجازت لونڈی کے ساتھ مخصوص ہے ۔ آزاد عورت کی اجازت ضروری ہے ۔ حنفیہ کا یہ مسلک حضرت ابو بکر رض ، حضرت عمر رض ، حضرت عثمان رض ، حضرت ابن مسعود رض اور حضرت ابن عباس اور دوسرے اجل صحابہ سے مروی ہے ۔

یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ اس آیت کی یہ تفسیر صرف احناف ھی نے روایت کی ہے۔ آپ جو بھی معتبر تفسیر اٹھا کر دیکھیں گے اس آیت کی تفسیر میں آپ یہ قول ضرور پائیں گے :—

و قال آخرون معنی ذلك ائتوا حرثکم کیف شئتم فاعزلوا إن شئتم و إن شئتم فلاتعزلوا (٤)

(اس آیت کی ایک تفسیر یہ بھی منقول ہے کہ جیسے تم چاہو اپنی کھیتی میں جاؤ کے معنی یہ ھیں کہ چاہے تم عزل کرو یا نہ کرو) ۔

اسی تفسیر طبری کے حاشیہ پر ایک دوسری اہم تفسیر تفسیر نیشا پوری ہے ۔ اس بارے میں اس کے الفاظ یہ ھیں :—

و عن ابن عباس المعنی إن شاء عزل و إن شاء لم یعزل (٥)

اس آیت کی تفسیر حضرت ابن عباس سے یہ منقول ہے کہ چاہے عزل کرو یا نہ کرو ۔

امام فخر الدین رازی نے یہی کچھ بیان فرمایا ہے :—

قال ابن عباس المعنی إن شاء عزل و إن شاء لم یعزل و ھو منقول عن سعید بن المسیب (٦)

حضرت ابن عباس فرماتے ھیں کہ اس آیت کے معنی یہ ھیں کہ چاہے عزل کرو یا نہ کرو اور یہی معنی حضرت سعید بن المسیب سے منقول ھیں ۔

---

(۴) تفسیر طبری جلد ۲ صفحہ ۲۳۴ مطبعہ الکبری الامیریہ سنہ ۱۳۲۲ھ
(۵) تفسیر نیشاپوری جلد ۲ صفحہ ۳۲۷
(۶) تفسیر کبیر دار الطباعۃ العامرۃ مصر جلد ۲ صفحہ ۲۵۴

فقہاء کے نزدیک عزل کا مفہوم

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب خاندانی منصوبہ بندی کی مخالفت کرنے والوں کی بات بنتی نظر نہ آئی تو پھر انہوں نے عزل کی اصطلاح ھی میں گول مول کرنا شروع کر دیا اور اس کو اپنا من مانا مفہوم پہنانے کی کوشش کی - دیانت داری کا تقاضا تو یہ ھے کہ عزل کے اس مفہوم کو سامنے رکھا جائے جو فقہاء نے متعین کیا ھے اور عام طور پر ان الفاظ میں بیان کیا جاتا ھے :-

حکم العزل ھذا یجری علی استعمال دواء لمنع الحمل موقتاً و یجری علی اسقاط النطفة قبل نفخ الروح فیھا فان الحکمة فی الکل واحدة وھی منع الحمل و اللہ أعلم - (۷)

عزل کے حکم میں حمل روکنے کی دوا اور نفخ روح سے پہلے حمل گرا دینا بھی شامل ھے کیونکہ ان تمام میں ایک ھی حکمت ھے اور یہ حمل کا روکنا ھے اور اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ھیں -

مفتی محمد شفیع صاحب نے اس کی تشریح ان الفاظ میں بیان کی ھے :-

اس کی جو صورت اس زمانے میں معروف تھی ، اسے عزل کہا جاتا ھے یعنی ایسی صورت اختیار کرنا جس سے مادہ تولید رحم میں پہنچنے نہ پائے خواہ مرد کوئی صورت اختیار کرے یا عورت فم رحم کو بند کرنے کی کوئی تدبیر کرے (۸) -

(۷) کتاب التاج الجامع للاصول جلد ۲ صفحہ ۳۴۵ مطبع عیسیٰ البابی ، مصر
(۸) ضبط ولادت عقلی اور شرعی حیثیت سے - مطبوعہ دار الاشاعت مولوی مسافرخانہ کراچی صفحہ ۳۱

امام شافعی رح کا نقطہ نظر

خاندانی منصوبہ بندی کے جواز میں امام شافعی رح کا نقطہ نظر تو کافی ہمدردانہ ہے - دوسرے ائمہ مجتہدین جہاں عام حالات میں عزل کے لئے بیوی کی رضامندی ضروری قرار دیتے ہیں ، آپ اس کی بھی ضرورت نہیں سمجھتے (۹) - آپ نے فانکحوا ما طاب لکم من النساء کی جو تفسیر کی ہے ، وہ نہ صرف خاندانی منصوبہ بندی کی تائید میں ایک بہت بڑی دلیل ہے بلکہ اس سے ایک اور اہم مسئلہ تعدد ازواج بھی واضح ہو کر سامنے آتا ہے - یہ دونوں مسائل ہی تو ایسے ہیں جن کے متعلق بار بار یہ طعنہ دیا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ مغرب کی جھوٹی نقالی میں کیا جا رہا ہے - امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر فرمائی ہے اور جسے بڑے ثقہ مفسرین نے ترجیح دی ہے - معترض حضرات کے بے جا اعتراضات کا مسکت جواب ہے - پہلے وہ آیت اور اس کے متداول معانی ملاحظہ ہوں :—

وإن خفتم الا تقسطوا فی الیتمیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی و ثلث و ربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ أو ما ملکت ایمانکم ذلك أدنی الا تعولوا - (النساء - ۳)

اگر تم یتیموں سے بے انصافی کرنے سے ڈرتے ہو تو جو عورتیں تم کو پسند آئیں ان میں سے دو دو تین تین چار چار سے نکاح کر لو لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان کے ساتھ عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی بیوی کرو یا ان عورتوں کو زوجیت میں لاؤ جو تمہارے قبضہ میں آئی ہیں - بے انصافی سے بچنے کے لئے یہ زیادہ قرین صواب ہے -

امام شافعی رح نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے شادی کو ایک بیوی تک محدود رکھنے کا مقصد یہ بیان فرمایا ہے : تاکہ تم زیادہ عیال دار نہ

(۹) نیل الاوطار - علامہ شوکانی جلد ششم مطبوعہ مصر ۱۹۶۱ صفحہ ۲۱۰

ہو جاؤ :—

وقد حکی عن الامام الشافعی رحمہ أنه فسر أن لا تعیلوا بان لا تکثر عیالکم - (۱۰)

امام شافعی رحمہ نے ان لاتعولوا کی تفسیر بیان فرمائی ہے کہ ان لا تعیلوا یعنی تاکہ تم زیادہ عیال دار نہ ہو جاؤ -

آخر خاندانی منصوبہ بندی کا اس سے زیادہ اور کیا مقصد ہے ؟

اگرچہ بڑے بڑے ثقہ اور معتبر مفسرین مثلاً علامہ الوسی صاحب روح المعانی اور علامہ فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر نے امام شافعی رحمہ کی تفسیر ہی کو ترجیح دی ہے تاہم بعض حضرات نے لغت کے اعتبار سے اس تفسیر پر اعتراض کیا ہے جس کا ان مفسرین نے بڑا مفصل اور مدلل جواب دیا ہے اور لغت اور فصحائے عرب کے حوالہ سے ثابت کیا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر عین لغت عرب کے مطابق ہے - علامہ الوسی فرماتے ہیں :—

وذکر فی الکشف أنه لا حاجة إلی اصل الجواب عن الامام الشافعی فان الکسائی نقل عن فصحاء العرب عال یعول إذا کثر عیاله وبمن نقله الاصمعی والازهری- (۱۱)

کتاب الکشف میں مذکور ہے کہ امام شافعی کی تفسیر پر اعتراض کا لمبا چوڑا جواب دینے کی ضرورت نہیں کیونکہ الکسائی نے فصیح عربوں سے عال کے یہی معنی نقل کئے ہیں کہ جب عیال زیادہ ہو جائیں - الاصمعی اور الازہری جیسے ماہرین لغت و ادب نے یہی معنے کئے ہیں -

علامہ الوسی مزید فرماتے ہیں کہ یہ تفسیر کوئی نئی نہیں بلکہ سلف

---

(۱۰) روح المعانی علامہ الوسی الجز الرابع صفحہ ۱۷۶ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ مصر -

(۱۱) ایضاً

صالحین سے بھی منقول ہے :—

و هذا التفسير نقله ابن أبي حاتم عن زيد بن اسلم وهو من اجلة التابعين و قرأة طاوس أن لاتعيلوا مويدة له فلاوجه لتشنيع من شنع على الامام جاهلا باللغات و آلاثار (۱۲)

اور اس آیت کی ایسی ہی تفسیر ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے روایت کی ہے اور وہ نامی گرامی تابعی ہیں اور حضرت طاوس کی قرات ان لا تعیلوا اس کی تائید کرتی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے امام شافعی رحہ پر بلا وجہ اعتراض کئے ہیں وہ لغت اور آثار سے ان کی جہالت پر مبنی ہیں ۔

علامہ الوسی صاحب اس کے بعد امام القراء الدوری کا یہ فیصلہ کن قول پیش کرتے ہیں کہ یہ لغت حمیر ہے اور اس لغت میں اس کے وہی معنی ہیں جو امام شافعی رحہ نے بیان فرمائے ہیں :—

وقد نقل الدوری امام القراء انها لغة حمير و انشد :-

وان الموت تاخذ كل حى بلاشك و ان امشي وعالا

أي وإن كثرت ماشيته و عياله - (۱۳)

امام القراء الدوری نے نقل کیا ہے کہ یہ یعنی تعولوا کے معنی عیالدار ہونا - قبیلہ حمیر کی لغت ہے اور اس کی تائید میں یہ شعر پڑھا -

بے شک موت ہر زندہ کو جا لیتی ہے، چاہے اس کے مویشی اور عیال کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہو - یعنی امشی دعا لا کے معنی ہیں کہ اس کے مویشی اور عیال کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں -

(۱۲) ایضاً
(۱۳) ایضاً

امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر نے امام شافعی رح کی تفسیر کو ترجیح دینے کی وجہ یہ بیان فرمائی ھے -

" وهو أن الوجه الذی ذکره الشافعی ارجح لانه لو حمل علی الجور لکان تکراراً لانه فهم ذلك من قوله فان خفتم الا تقسطوا - اما إذا حملناه علی ما ذکره الشافعی لم یلزم التکرار فکان اولی (١٤)

امام شافعی رح کی تفسیر اس کے قابل ترجیح ھے کہ اگر تعولوا کے معنی ظلم کے لئے جائیں تو پھر اس آیت میں تکرار واقع ھوتا ھے کیوں کہ یہ مفہوم تو انصاف نہ کرنے کے خدشہ سے پہلے ھی معلوم ھو چکا ھے لیکن اگر امام شافعی رح کے بیان کردہ معانی لئے جائیں تو پھر کسی قسم کا تکرار لازم نہیں آتا اس لئے یہی تفسیر عمدہ ھے -

اس کے علاوہ ائمہ موصوف نے اس تفسیر کو ترجیح دینے کے کچھ اور وجوہ بھی بیان فرمائے ھیں اور سب وجوہ کے بیان کرنے کے بعد یہ فیصلہ دیتے ھیں :-

فثبت بهذه الوجوه ان الذی ذکره امام المسلین الشافعي رح فی غایة الحسن و إن الطعن لا یصدر إلا عن کثرة الغباوة و قلة المعرفة - (١٥)

ان تمام وجوہ سے یہ ثابت ھوتا ھے کہ جو تفسیر امام شافعی رح نے بیان کی ھے وہ عمدہ ترین ھے اور جن لوگوں نے آپ پر اس سلسلے میں اعتراض کئے ھیں ، وہ کم علمی پر مبنی ھیں) -

(۱۴) تفسیر کبیر - فخر الدین رازی دار الطباعۃ العامرۃ جلد ۳ صفحہ ۲۰۵
(۱۵) ایضاً

صاحب تفسیر مظہری فرماتے ہیں :—

قال أبو حاتم كان الشافعی أعلم بلسان العرب منا فلعله لغة و يقال هی لغة حمير وقال البيضاوی أنه من عال الرجل عياله يعولهم إذا مأنهم فعبر عن كثرة العيال بكثرة المئون على الكناية وقرء طلحة بن مصرف الا تعيلوا يويد قول الشافعی - (۱۶)

ابو حاتم فرماتے ہیں کہ امام شافعی رح ہم سے زیادہ لغت عرب کے جاننے والے تھے پس شاید کہ یہ کسی قبیلہ کی لغت ہو اور کہا گیا ہے کہ یہ حمیر کی لغت ہے اور امام شافعی رح نے اس کا مطلب اخراجات کا پورا کرنا لکھا ہے پس بطور کنایہ زیادہ عیالدار پر زیادہ اخراجات مراد ہیں اور طلحہ کی قرات الاتعیلوا امام شافعی رح کے قول کی تائید کرتی ہے -

خاندانی منصوبہ بندی کی تائید میں مختلف ائمہ و مفسرین کے جو اقوال ہم نے نقل کئے ہیں - اس میں ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ صرف وہی اقوال نقل کئے جائیں جو بالکل واضح اور دو ٹوک ہیں اور ان میں کسی قسم کی تاویل کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے - قرآن حکیم کو سب سے زیادہ صحیح طریقہ پر سمجھنے والے صحابہ تھے جو اس کے سب سے پہلے مخاطب تھے اور جو ہر قسم کی الجھن کو خود حضور صلعم سے پوچھ کر صاف کر لیا کرتے تھے - ان حضرات کا یہ فرمانا کہ وہ ضبط ولادت کی اجازت کو قرانی اجازت سمجھتے ہیں بہت وزن رکھتا ہے - صحابہ کرام اس کے جواز میں یہ فرمایا کرتے تھے :—

(۱۶) تفسیر مظہری جز سورۃ النساء صفحہ ۱۰ محمد ثنا اللہ الحنفی مطبوعہ جید برقی پریس دھلی

فعلناه فی زمن التشریع ولو کان حراما لم نقر علیه و إلی
ذلك بشیر قول ابن عمر کنا نتقی الکلام و الانبساط إلی
نسائنا هیبة أن ینزل فینا شی علی عهد النبي صلی الله علیه وسلم
فلما مات النبي صلعم تکلمنا و انبسطنا - (۱۷)

ہم نے زمانہ تشریع میں عزل کی اجازت سے فائدہ اٹھایا ہے - اگر یہ
حرام ہوتا تو ہم اس پر قائم نہ رہ سکتے (حالانکہ صحابہ کرام کی
احتیاط کا یہ عالم تھا) جیسا کہ حضرت ابن عمر کے قول سے معلوم ہوتا ہے
کہ عہد رسالت میں ہم اس خوف سے کہ مبادا ہمارے متعلق قرآن حکیم
نازل نہ ہو جائے اپنی بیویوں سے کھل کر بات کرنے اور ہنسنے سے بھی
کتراتے تھے - ہم نے ایسا صرف حضور صلعم کی وفات کے بعد ہی کیا ۱۷

اس واقعہ سے صحابہ کرام کی احتیاط کا پتہ چلتا ہے- اس احتیاط کے باوجود
انھوں نے زمانہ تشریع میں عزل کی اجازت سے فائدہ اٹھایا اور قرآن حکیم میں
ان کو اس فعل سے روکنے کے لئے کوئی وحی نازل نہیں ہوئی -

حضرت جابر رض کی یہ صحیح روایت بھی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم
کے اس فعل کی توثیق کرتی ہے :—

عن جابر قال کنا نعزل علی عهد رسول الله صلی الله
علیه وسلم و القرآن ینزل - متفق علیه - (۱۸)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ عہد رسالت میں جب کہ احکام قرآنی
کا سلسلہ نزول جاری تھا تو ہم لوگ عزل کرتے تھے - یہ متفق علیہ
حدیث ہے -

(۱۷) فتح الباری لا بن حجر عسقلانی مطبعہ "الکبری المیریہ" سنہ ۱۳۰۱ھ الجلد
التاسع صفحہ ۲۶۷

(۱۸) نیل الاوطار جلد ششم صفحہ ۲۰۸ مطبوعہ مصطفی البابی الحلبی
سنہ ۱۹۶۱ء

خاندانی منصوبہ بندی اور قتل اولاد

لیکن مقام حیرت ہے کہ ان تمام واضح اور دو ٹوک فیصلوں اور تفسیروں کو بالکل نظر انداز کر کے قرآن حکیم سے اشاروں کنائیوں سے خاندانی منصوبہ کی حرمت ثابت کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اس لئے ضرورت ہے کہ مضمون کے خاتمہ سے پہلے خاندانی منصوبہ بندی کی قرآن سے حرمت ثابت کرنے والوں کی قرآنی دلیل کا بھی جائزہ لے لیا جائے - ان کی سب سے بڑی دلیل یہ آیت ہے -

ولا تقتلوا اولادکم خشیة املاق نحن نرزقهم و ایاکم ان قتلهم کان خطاء کبیراً - (بنی اسرائیل - ۳۱)

(ترجمہ) فقر و فاقہ کے اندیشہ سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو ہم ہی انہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی بیشک ان کا قتل کر دینا بڑی ہی غلطی کی بات ہے -

اس سے کسی فرد بشر کو انکار نہیں کہ اولاد کا قتل کر دینا ہر لحاظ سے بری بات ہے اور دنیا کے تمام ممالک میں یہ قانونی جرم ہے - اسلام کے نزدیک بھی یہ ویسا ہی جرم ہے اور وہ ممالک جہاں خاندانی منصوبہ بندی پر سرکاری طور پر عمل کرایا جا رہا ہے وہاں بھی یہ ایسا ہی جرم ہے - جیسا کہ ان ممالک میں جہاں اس پر عمل نہیں کیا جا رہا - در اصل اس آیت کے ذریعہ ایک مغالطہ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے - عربی لغت کی رو سے لفظ ”ولد“ کا اطلاق اس بچہ پر ہوتا ہے جو پیدا ہو چکا ہو بلکہ اس کے معنی ہی پیدائش کے ہیں - عزل کا مفہوم جو فقہاء نے متعین کیا ہے آپ کی نظر سے گزر چکا ہے (۱۹) اس پر ایک نظر دوبارہ ڈال لینا خالی از فائدہ نہ ہوگا - ائمہ مجتہدین جن کی محبت کا دم بھرتے ہوئے ہم نہیں تھکتے ان کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ جب تک حمل میں جان نہ پڑ جائے وہ بچہ شمار ہی نہیں ہوتا۔

---

(۱۹) ملاحظہ ہو حوالہ نمبر ۷

یہ صورت چونکہ چار ماہ کے بعد ہی پیدا ہوتی ہے اس لئے چار ماہ سے پہلے حمل کا گرا دینا ایسا ہی ہے جیسے عزل کے وقت نطفہ کا ضائع کر دینا ۔ حنفی فقہ کی مشہور کتاب شامی کا یہ فتویٰ ملاحظہ ہو :-

هل يباح الاسقاط بعد الحمل نعم يباح ما لم يخلق منه شئی ولا يكون ذلك الا بعد مائة و عشرين يوما (۲۰)

کیا حمل ٹھہر جانے کے بعد اس کا گرا دینا مباح ہے ہاں جب تک کہ اس کے کوئی عضو وغیرہ نہ بنے ہوں ۔ اور یہ ایک سو بیس دن کے بعد ہی بنتے ہیں -

واضح شرعی اجازت کے باوجود خاندانی منصوبہ بندی کی مخالفت کرنے والے حضرات کا سب سے بڑا ہتھیار یہی آیت ہے جسے وہ اپنے من مانے معانی پہنا کر اپنی مطلب براری کر رہے ہیں لیکن اگر اس آیت کی وہی تفسیر سامنے رکھی جائے جو ائمہ مجتہدین سے منقول ہے اور ہم نے ابھی بیان کی ہے تو ان حضرات کی تنکوں کی عمارت دھڑام سے نیچے گر پڑتی ہے -

---

(۲۰) شامی ۔ علامہ ابن عابدین جلد ۲ صفحہ ۴۱۲ مطلب فی اسقاط الحمل

* * *